سیّد علی محسن

یورپ میں اصلاحِ مذہب کی تحریکیں

[دُنیا کے سب ہی مذاہب کی طرح مسیحیّت کے پیروکار "کتابِ مقدس" کی تعبیر اور فکر و نظر کے اختلاف کے باعث افتراق و انتشار کا شکار رہے ہیں، تاہم آج مغرب کی مسیحی دُنیا جو کیتھولک اور پروٹسٹنٹ گروہوں میں منقسم ہے، اس کا آغاز سولھویں صدی میں "تحریکِ اصلاح" سے ہوا۔ اگرچہ اس میں سب سے نمایاں نام جرمن ماہرِ الٰہیات مارٹن لوتھر (۱۴۸۳ء-۱۵۴۶ء) کا ہے، تاہم اُن کے بعض دوسرے معاصر اصلاح پسند اثر و رسوخ کے حوالے سے زیادہ نمایاں رہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مارٹن لوتھر کے ساتھ دوسرے اصلاح پسندوں اور ان کے اثرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ مدیر]

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ لوتھر کے پیام کی صدائے بازگشت یورپ میں دور دور تک سنی گئی۔ یہ ایک ایسی صدائے احتجاج تھی جس نے پورے براعظم میں ایک تہلکہ ڈال دیا۔ اس پیام کو ماننا اور نہ ماننا ایک جداگانہ بات ہے، لیکن جس کسی نے یہ پیام سنا، وہ غرقِ حیرت ہو گیا۔ کیا یہ سچ ہو سکتا ہے کہ دنیا نے ایک ہزار سال بہ ظاہر مسیحیّت کے نام پر گمرہی میں گزار دیے تھے؟ کیا کلیسا کی تعلیمات محض دھوکہ اور فریب تھیں؟ ایک ہزار سال تک کلیسا نے یورپ کے عوام کو جس جادہ پر گامزن رکھا تھا، کیا وہ دینی گمراہی کا راستہ تھا؟ یہ عبادتیں، یہ دینی رسوم، یہ زہد و تقویٰ، یہ رہبانیت، یہ نفس کشی، یہ خدا پرستی اور یہ الوہیت کے دعوے، کیا یہ سب کلیسا کا رچایا ہوا ڈھونگ تھا؟ یہ وہ سوالات تھے جو لوتھر کے کلیسا پر پیہم حملوں کے بعد قدرتی طور پر ہر کسی کے دل میں پیدا ہوئے۔ جن لوگوں نے ان شکوک اور شبہات کو اپنے دل میں جگہ دی، بالآخر وہ لوتھر کے پیرو ہو گئے اور جو لوگ راسخ العقیدہ تھے اُنھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ لوتھر کو شیطان کا مرید جان کر اس پر لعنت ملامت کی اور اپنے قدیم عقیدہ پر قائم رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ میں ایک عظیم افتراق دینی پیدا ہو گیا۔ یہ تو نہ ہو سکا کہ قدیم کلیسا کی ساری عمارت مسمار ہو کر رہ جائے۔ یورپ کا ایک بڑا حصّہ لوتھر کے بعد بھی پاپائیت کا حلقہ بگوش رہا، لیکن لوتھر کی کامیابی یہ تھی کہ نہ صرف اس نے ایسے لوگوں کو پاپائیت سے توڑ لیا جو اس کے پیرو ہو گئے، بلکہ ان کو بھی جو اس کے نئے دین کے قائل نہ ہو سکے، اُنھوں نے انحراف کا راستہ اختیار کیا، اس انحراف اور بغاوت کا بیج ان کے دلوں میں بھی لوتھر نے بویا۔ رومن

کلیسا سے بغاوت کی حد تک تو وہ لوتھر کے ساتھی رہے، لیکن جب دین و مذہب کی تشکیل کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے اپنے جداگانہ کلیسا بنائے۔ فرانس، انگلستان، اسکاٹ لینڈ، سوئزر لینڈ میں بھی اصلاح کا خوب چرچا ہوا، یہاں بھی باغی اور اصلاح یافتہ کلیسا وجود میں آئے۔ اگرچہ یہاں دوسرے مصلحین کی پیروی اختیار کی گئی، لیکن ان کی بغاوت اور اصلاح کی خواہش میں لوتھر کی مہم آرائی کو بڑا دخل ہے۔ اس نے ابتداءً ان کو جگایا تھا، گو بعد میں انہوں نے اپنا علیحدہ علیحدہ راستہ اختیار کیا۔

بادی النظر میں یہ بات زیادہ معقول اور قرینِ قیاس نظر آتی ہے کہ سولہویں صدی میں جن مصلحین نے پاپائیت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، وہ آپس میں متحد ہو کر ایک مشترکہ اصلاح یافتہ کلیسا کی داغ بیل ڈالتے، مگر ایسا نہ ہو سکا۔ پاپائیت اور رومن کلیسا کو تو یہ سب مٹانے کے درپے تھے، مگر جب نئے دین اور نئے عقائد کی صورت گری کا مسئلہ سامنے آیا تو ان میں سے ہر ایک نے جداگانہ راستہ اختیار کیا۔ وہ عقائد میں اور مذہب کے بنیادی مسائل میں ایک دوسرے سے متفق نہ ہو سکے۔ زیورچ اور برن میں جب زونگلی نے اصلاح کا بیڑہ اٹھایا تو نوعیتِ کار کے مشترک ہونے کے باوجود اس نے لوتھر کی تعلیمات کو ماننے سے انکار کیا۔ اسی طرح کالون (Calvin) بھی لوتھر کو ایک گم کردہ راہ مجاہد سمجھتا تھا اور شاید لوتھری تعلیمات سے اتنا ہی متنفر اور بیزار تھا جتنا کہ پاپائی کلیسا سے۔ ان اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصلاح مذہب کی تحریک تین بڑے دھاروں میں بٹ گئی۔ لوتھر اور کالون کے کلیسا تو دیرپا اور استوار ثابت ہوئے، لیکن زونگلی کی تحریک سوئزرلینڈ کے چند کینٹنوں (cantons) میں مقید ہو کر رہ گئی اور اس کو وہ مقبولیت حاصل نہ ہو سکی جو اول الذکر تحریکوں کے لیے مقدر ہو چکی تھی۔

زونگلی

زونگلی ایک پرجوش مصلح تھا۔ اُس کی خواہش یہ تھی کہ سوئزرلینڈ کے تمام کینٹن (canton) ایک متحدہ پروٹسٹنٹ کلیسا کے پیرو ہو جائیں۔ وہ ایک ایسا سماج وجود میں لانا چاہتا تھا جو انجیل کی تعلیمات کو اپنے لیے مشعل ہدایت بنائے۔ ابتداء میں اس نے بھی اپنا جہاد پوپ کے معافی ناموں (indulgences) پر حملوں سے شروع کیا۔ اس میں اس کو خاصی کامیابی ہوئی۔ لوگوں میں اس کے نئے پیام کے لیے ایک مثبت ردعمل شروع ہوا۔ اصلاحِ کلیسا کے سلسلہ میں جب اُس کے خیالات نے ایک ٹھوس اور واضح شکل اختیار کی تو اس نے محسوس کیا کہ وہ لوتھر کے عقائد کی پیروی نہیں کر سکتا۔ دین اور مذہب کے بعض بنیادی مسائل پر اس نے لوتھر کے خیالات سے سخت اختلاف کیا۔ ایک بنیادی مسئلہ جس میں زونگلی کو لوتھر سے اختلاف تھا وہ عشائے ربانی (Eucharist) کے نظریے سے متعلق تھا۔ لوتھر اس بارے میں کیتھولکوں کے اس عقیدہ کو نہیں مانتا تھا کہ "عشائے

ربانی" کی رسم کے وقت شراب اور روٹی، دونوں حضرت مسیح کے خون اور گوشت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ شے کی اصلیّت اور ماہیّت تو نہیں بدلتی، البتہ وہ تقدیس و برکات کی حامل ہو جاتی ہے، بالکل اسی طرح جیسے تپتے ہوئے لوہے میں آگ یا (تپش) سرایت کر جاتی ہے اور وہ سرخ انگارہ ہو جاتا ہے۔ زونگلی نے بھی اس عقیدہ کو ماننے سے انکار کیا۔ وہ عشائے ربانی کی رسم کو کسی تقدیس یا الوہیّت کا بھی حامل نہیں سمجھتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اس عبادت کو محض بہ طور ایک یادگار کے انجام دینا چاہیے۔ اس کے مافوق الفطرت اثرات کا وہ منکر تھا۔ کلیسا کے نظمِ حکومت کے بارے میں بھی اسے لوتھر سے اختلاف تھا۔ وہ کلیسا کی حکومت کے ڈھانچے کو جمہوری شکل دینے کا حامی تھا۔ غرض ان اختلافات کی وجہ سے دونوں مصلحین ایک دوسرے کے قریب نہ آسکے اور کوئی متحدہ تحریک وجود میں نہ آ سکی۔ ۱۵۱۸ء کو زونگلی نے اصلاحی تحریک شروع کی تھی۔ زیورچ اور برن اس تحریک کے زبردست گڑھ تھے، لیکن مشرق کے پانچ اضلاع میں مزاحمت کے آثار پائے جاتے تھے۔ زونگلی نے بہ زور شمشیر ان کو اپنے مذہب کے لیے مسخر کرنا چاہا، مگر وہ ۱۵۳۱ء کی جنگ میں مارا گیا۔ اس کی موت نے اس کی تحریک کو کمزور کر دیا۔ مغربی اضلاع تو اس کے بعد بھی اس کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے، لیکن مشرق کے اضلاع جن کی آبادی جرمن نژاد تھی، اپنے آبائی مذہب پر لوٹ آئی۔ زونگلی کی بے وقت موت نے اس کی تحریک کا گلا گھونٹ دیا۔

کالوِن

اصلاحی تحریک کا ایک اور عظیم رہنما کالوِن تھا۔ یہ لوتھر سے عمر میں بہت چھوٹا تھا۔ ۱۵۰۹ء میں پکارڈی (Picardy) میں پیدا ہوا۔ ابھی مشکل سے ستائیس سال کا ہو گا کہ اس عہد کی اصلاحی تحریکات کے دنگل میں کود پڑا۔ ۱۵۶۴ء تک شب و روز اپنے عقائد اور اپنے دین کی تبلیغ کرتا رہا۔ وہ اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں یورپ میں لوتھر کا ہمسر اور ہم پلہ مانا جانے لگا تھا، بلکہ حق تو یہ ہے کہ پروٹسٹنٹ دنیا میں اسے وہ مقام اور وہ درجہ حاصل ہوا جو شاید لوتھر کو بھی نصیب نہ ہو سکا۔ وہ اپنے مذہب کی حد تک آمرِ مطلق تھا۔ اس کو پروٹسٹنٹ دنیا کا پوپ کہنا کچھ بے جا نہ ہو گا۔ جب تک زندہ رہا جنیوا جو اس کا مستقر تھا، اس کے پیروؤں اور اصلاح پسندوں کا گڑھ بنا رہا۔

کالوِن نے ایک ایسے خاندان میں جنم لیا جو ایک خوشحال متوسط طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے گھر والوں نے اُسے پادری بنانا چاہا۔ چنانچہ اسی منزل کو پیش نظر رکھ کر اس کی تعلیم کا انتظام کیا گیا، مگر اس مذہبی تعلیم سے وہ بہت جلد اکتا گیا۔ پادری بننے کے خیال کو ترک کر کے وہ آرلیانس (Orleans) چلا گیا۔ اولاً یہاں اور پھر اس کے بعد بورژے (Bourges) کی درسگاہوں میں اس نے قانون کی تحصیل کرنا شروع کی۔ یہاں اس نے یکایک اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کی۔ وہ خود لکھتا ہے

کہ "اچانک میرے عقائد میں ایک انقلاب آیا، اور پروٹسٹنٹ کلیسا کا حامی اور پیرو بن گیا۔" یہیں سے اس کی تبلیغی زندگی شروع ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف نہایت ذہین اور بلا کا تیز آدمی تھا، بلکہ اپنے گھرے مطالعہ کی وجہ سے اپنے زمانے کے بڑے سے بڑے عالم سے ٹکر لینے کے قابل تھا۔ اگرچہ وہ نوجوان تھا، لیکن اپنے تبحر علمی کی وجہ سے کافی مشہور ہو چکا تھا۔ اسی زمانے میں اس نے سینکا (Seneca) کی مشہور کتاب ڈکلیمنشیا (Declementia) کی شرح لکھی۔ فرانس میں اُس وقت اصلاح کلیسا کے حامیوں کے لیے فضا سازگار نہیں تھی۔ رومن کیتھولک مخالف تحریکوں کو سختی سے کچلا جا رہا تھا۔ کالوِن نے اسی لیے چپکے سے پیرس چھوڑ دیا اور باسل (Basel) چلا گیا۔ یہاں اس نے ۱۵۳۶ء میں اپنی مشہور کتاب "مسیحی مذہب کے بنیادی اصول" لکھی۔ اس کتاب کی اشاعت نے اس کی شہرت دوبالا کر دی۔ اصلاح کلیسا کے افق پر ایک اور روشن ستارہ طلوع ہوتا نظر آیا۔ باسل میں مختصر قیام کے بعد کالوِن جنیوا آیا۔ ویسے کہنے کو تو یہ شہر شہنشاہیت روما کی عمل داری میں تھا، مگر اس وقت یہاں اقتدار کے لیے ڈیوک آف سوائے (Savoy) اور جنیوا کے اسقف کے درمیان سخت لڑائی جاری تھی۔ کم و بیش تیس سال تک یہ خانہ جنگی جاری رہی۔ بالآخر جنیوا کے جری اور من چلے شہریوں نے ان دونوں کو نکال باہر کیا اور جنیوا کو ایک ری پبلک کی صورت دے دی۔ ان کی حالیہ جنگ میں برن اور فرابرگ (Frieburg) کے باشندوں نے ان کی بہت مدد کی تھی اور یہ علاقے جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کر چکے تھے۔ پروٹسٹنٹ تحریک یہیں سے جنیوا میں بھی داخل ہوئی اور اہل جنیوا نے اپنے پروٹسٹنٹ ہونے کا اعلان کر دیا۔ عین اسی زمانے میں کالوِن کا جنیوا میں ورود ہوا۔ لوگوں نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کو مجبور کیا کہ وہ جنیوا کو اپنا وطن بنائے اور جس کلیسا کی وہ داغ بیل ڈال رہا تھا، اس کی تعمیر و تاسیس کا کام یہیں سے جاری رکھے۔ کالوِن نے یہ دعوت قبول کر لی۔ اگرچہ دو سال بعد (۱۵۳۸ء) بعض ناموافق حالات کی وجہ سے اسے شہر بدر کیا گیا تھا، مگر پھر تھوڑے ہی وقفہ کے بعد وہ دوبارہ جنیوا لوٹ آیا اور ایسا آیا کہ یہیں کا ہو رہا اور یہیں پیوندِ خاک ہوا۔ کالوِن کے طویل قیام نے اس شہر کو (کالوینی) پروٹسٹنٹ کلیسا کا روم بنا دیا۔

کالوِن ایک عجیب و غریب آدمی تھا۔ اس کی زندگی نہایت سادہ اور ہر قسم کے عیش و تنعم کے تصوّر سے کوسوں دور تھی۔ بلکہ کہنا چاہیے کہ یہ سادگی، زہد و تقویٰ، قناعت اور فقر کی مبالغہ آمیز سختیوں سے رچی ہوئی تھی۔ وہ اپنے پیروؤں میں سخت ڈسپلن پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ڈسپلن میں اتنی شدت پیدا کی کہ زندگی کی لطافتوں، خوشیوں اور راحتوں کو عملاً معدوم کر دیا اور ایک ایسا سماج اور معاشرہ وجود میں لایا جو اپنی خشک مزاجی اور بے کیفی کے لیے یورپ بھر میں مشہور ہو گیا۔ کالوِن نے اپنے مذہب میں احتساب کو دخیل کر دیا تھا۔ یہ احتساب بھی اتنا سخت تھا کہ رومن کلیسا کی انکویزیشن (inquisition) کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی لغزشوں کی باز پرس ہوتی تھی اور زندگی کی بہت سی

دلچسپیاں، کھیل کود، ناچ گانے، سیر وشکار ممنوع قرار دیے گئے تھے۔ کالون کے پیروؤں کا خدا انتہائی بے رحم اور انتقام پسند تھا۔ کالون عقبیٰ کی سزاؤں کے خوف سے ایک سہما ہوا لیکن انتہائی کارکرد، کٹر، راسخ العقیدہ، بے رحم اور درشت معاشرہ وجود میں لایا۔ وہ نیکیوں کے کسی صلہ اور معاوضہ کے لیے نہیں، بلکہ ان کو فرض عین سمجھ کر اُن پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا تھا۔ اس معاملہ میں اس کا تصوّرِ حیات ان قدیم فلسفیوں کی مانند تھا جو اسٹوکس (stoics) کہلاتے ہیں۔ رحم، عفوو درگذر کا اس کے پاس کوئی گزر نہیں، اس نے سرویٹس (Servetus) کو زندہ جلانے کا حکم دیا۔ سرویٹس خود ایک مجاہد اور اصلاح کلیسا کا بڑا حامی تھا۔ اس نے پاپائیت کے خوف سے جنیوا میں پناہ لی تھی، مگر جب معلوم ہوا کہ بعض عقائد میں وہ کالون کا ہم خیال نہیں تو اسے زندہ جلانے میں کالون کو کوئی باک نہ ہوا۔ جنیوا کو اس نے ایک مذہبی ری پبلک بنا دیا۔ اس ری پبلک میں صرف اُسی کا حکم چلتا اور صرف اسی کی پیروی کی جاتی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے پیروؤں کو قرونِ اولیٰ کے مسیحیوں کے رنگ میں رنگ دے اور جو لوگ عقیدے، عمل، اور اتباع میں کمزور پائے جائیں، اُنہیں کلیسا اور "پاک شراکت کی میز" (communion table) کی برکتوں سے محروم کر دیا جائے۔

کالون نے اپنی تعلیمات کی بنیاد صرف انجیل پر رکھی۔ انجیل کے باہر وہ ہر چیز سے صرف نظر کرتا رہا۔ لوتھر کی طرح اس نے بھی انجیل کا ترجمہ کیا۔ قدرتی طور پر اس کی تعلیمات میں لوتھر اور زونگلی کی تعلیمات کا رنگ جھلکتا ہے، مگر یہ مشابہت اور مماثلت بہت سرسری ہے۔ انتہائی نازک اور بنیادی عقائد میں ان سبھوں نے اپنا علیحدہ علیحدہ راستہ اختیار کیا۔ اس کی ایک مثال رسم عشائے ربانی کی ہے جس کا اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس بارے میں لوتھر اور زونگلی میں جو اختلاف تھا وہ واضح کر دیا گیا ہے۔ کالون نے اس نازک عقیدے میں اپنی ایک الگ راہ نکالی۔ اس نے نہ تو لوتھر کی توضیح تسلیم کی اور نہ زونگلی کے خیالات سے اتفاق کیا۔ وہ کہتا ہے کہ اس رسم عبادت کو (زونگلی کی طرح) محض ایک یادگار سمجھنا سخت غلطی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ روٹی اور شراب میں تو تقدس کا کوئی عنصر داخل نہیں ہوتا جیسا کہ لوتھر نے کہا تھا، البتہ یہ رسم حصول الوہیت (grace) کے لیے از بس ضروری ہے۔ یہ اور اس قسم کے بنیادی اختلافات نے تحریک اصلاح کو علیحدہ علیحدہ مکاتب خیال میں بانٹ دیا اور ہر مکتب خیال کے بانی نے اپنا علیحدہ کلیسا قائم کیا۔ اسی وجہ سے پروٹسٹنٹ تحریکیں متحد نہ ہو سکیں۔ اُن کے اختلافات نے اگر ایک طرف مجموعی حیثیت سے تحریک اصلاح کو کمزور کر دیا تو دوسری طرف اس سے رومن کلیسا اور پاپائیت کو اپنے بچاؤ کے لیے اچھا ہتھیار ہاتھ آیا اور وہ ان اصلاحی تحریکوں کا تابڑ توڑ جواب دینے کے قابل ہو سکے۔

کالون نے کلیسا کو حکومت سے آزاد رکھا۔ وہ کلیسا کو حکومت وقت کا ایک ماتحت شعبہ بنانا نہیں چاہتا تھا، جیسا کہ اصلاح کے بعد انگلستان میں اور لوتھر کی تحریک کے نتیجہ میں جرمنی میں ہوا۔ وہ

مملکت اور کلیسا کو ایک دوسرے سے جدا رکھنا چاہتا تھا۔ کلیسا کے نظم و نسق میں اس نے پادریوں کے ساتھ "عام مسیحیوں" (laity) کو بھی شریک رکھا۔ کلیسا کی اعلیٰ ترین کونسل چھ پادری اور بارہ "عام مسیحیوں" پر مشتمل ہوتی تھی۔ اس کونسل کو اُمور مذہبی کی "نظامت اعلیٰ" (consistory) سمجھنا چاہیے۔ کلیسائی اور غیر کلیسائی افراد کی یکجائی سے مذہبی معاملات میں عوام کی راست شرکت اور تعاون کا ایک مفید ذریعہ ہاتھ آیا۔ اس کی وجہ سے کالوینی مذہب کے سوتے کبھی خشک نہ ہوسکے۔ معاشرہ کی تمام سطحوں سے کلیسا کی آبیاری ہوتی رہی، نیز اس بات کا بھی انتظام کیا گیا کہ ہر سطح پر جو کونسلیں قائم کی جائیں وہ منتخبہ ہوں۔ اس انتخابی عنصر نے کالون کے کلیسا کو جمہوریت پسند بنا دیا۔ کالون کے کلیسا کی یہ وہ خصوصیات ہیں جو اُس کو کمزور اور تنزل پذیر ہونے سے بچاتی رہیں۔ عوام سے اس کی قربت اور اس کے ارتباط نے اس مذہب کو سولھویں اور سترہویں صدی میں ایسی جان بخش طاقت عطا کی جو لوتھر کے مذہب کو حاصل نہیں ہوئی۔ لوتھرین کلیسا، لوتھر کے مرنے کے بعد کمزوری اور اندرونی خلفشار کا شکار ہوگیا۔ کالون کے مذہب کی سخت گیری، درشتی، بے رحمی، مجنونانہ تنگ نظری اور خون آشامی سب پر عیاں ہے، مگر ان مسلّمہ نقائص کے باوجود اس مذہب نے یورپ کی زبردست اخلاقی خدمت انجام دی ہے، اس نے یورپی معاشرہ کو جہاں جہاں اس کو پھیلنے کا موقع ملا، حق و صداقت کے لیے سینہ سپر ہوجانے کا درس پڑھایا۔ اس مذہب کے پیروؤں کی جانبازی اور ایثار کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ فرانس جیسے کٹر رومن کیتھولک ملک میں پروٹسٹنٹ تحریک زندہ اور باقی رہ سکی۔ یہ کالون کے ہی پیرو تھے جنھوں نے نیدرلینڈ میں ولندیزی ری پبلک قائم کی، اسکاٹ لینڈ کو پوپ کے چنگل سے آزاد کیا، انگلستان کے پیوریٹین انقلاب کا باعث ہوئے، اور جرمنی اور سوئزرلینڈ میں بھی جو علی الترتیب لوتھر اور زونگلی کی تعلیمات کا گڑھ رہ چکے تھے، اپنے لیے جگہ پیدا کی۔ اس تحریک سے نہ صرف یورپ متاثر ہوا، بلکہ نئی دنیا میں بھی اس نے ایک طاقتور موقف پیدا کرلیا۔ مے فلور (May Flower) جہاز سے (۱۶۲۱ء) جو لوگ امریکہ گئے، وہ اپنے ساتھ کالون کی تعلیمات لے گئے۔ نیو انگلینڈ کی نوآبادیات میں مذہب اور اخلاق کی جو بنیادیں رکھی گئیں، وہ تمام تر کالوینی تصورات کی رہینِ منّت ہیں۔ انیسویں صدی تک ان نو آبادیات کی سیاسی، سماجی اور مذہبی زندگی میں اس مذہب کے نمایاں اثرات نظر آتے ہیں۔ ان نئے معاشروں میں کالون کا تصورِ حیات، تصورِ مذہب اور تصورِ عقبیٰ رچا ہوا نظر آتا تھا۔